قوموں کا عروج وزوال

قرآن کے آئینہ میں

از طیب شاہین لودھی

قوموں کا عروج وزوال، اسباب وعوامل کے ضابطوں کے اسی طرح تابع ہے جس طرح افراد۔ فرد کو اپنی بدعملی کی پاداش میں جس طرح دنیا اور آخرت میں خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اسی طرح قومیں اپنی فکر ونظر کی گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق قرار پاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کے مطابق اپنی فکر وعمل کو ڈھالنے والی قوم اس کے انعامات کی حقدار بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اصولوں کا اعلان بار بار اپنے رسولوں کی معرفت کر دیا ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۔ (ابراہیم - ۷)	اور یاد رکھو تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

قوموں کے عروج وزوال کے یہ اصول اس قدر اٹل ہیں کہ کوئی قوم بھی اپنی فکر ونظر کی گمراہی اور بدعملی کی پاداش سے نہ بچ سکی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت سے انہیں کوئی تدبیر محفوظ نہ رکھ سکی، کیونکہ

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۔ (یونس-۶۴)	اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔
وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۔ (بنی اسرائیل-۷۷)	اور ہمارے طریق کار میں تم کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔
سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۔ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۔ (الاحزاب-۶۲)	یہ تھا طریق کار پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں اور تم اللہ تعالیٰ کے طریق کار میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

ان اصولوں کو ذہن میں رکھ کر جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے اوراق میں ہمیں متعدد قوموں کے عروج وزوال کی داستانیں ایک عبرت انگیز پیرائے میں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ قرآن اپنے قاری سے مطالبہ کرتا ہے کہ قوموں کی داستانوں کو محض قصے کہانیاں سمجھ کر ان سے سرسری انداز میں نہ گزر جاؤ بلکہ دل کی آنکھیں کھول کر عبرت حاصل کرو۔ مغضوب اقوام پر نازل شدہ عذاب کو محض فلسفیانہ نقطۂ نظر سے نہ دیکھو اور ان کو موسموں کے تغیّر و تبدّل اور فطرت کے طبعی عوامل پر محمول نہ کرو۔ عروج وسقوط کی ان داستانوں میں دراصل پاداشِ عمل کے اصول پنہاں ہیں۔ قرآن ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ ہم جب ان قصص کو پڑھیں تو اپنی روش کا بھی جائزہ لیں کہ کہیں ہم بھی اسی راستے پر تو گامزن نہیں ہو گئے جو تباہ کن اور ہولناک گھاٹیوں میں جا کر ختم ہوتا ہے، جہاں سے واپسی ممکن نہیں اور تباہی یقینی ہے۔

كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ۝ (عبس - ۱۱-۱۲)

ہرگز نہیں، یہ تو ایک یاددہانی ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت پکڑے۔

قرآن کا مقصد ہے کہ انسان ماضی کے آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے حال اور مستقبل کی اصلاح کرے اور سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ خدا کی باغی قوموں کی روش ترک کر کے انبیاء کرام کی لائی ہوئی ہدایت کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔ قرآن پاک کی اس آئینہ نمائی کی چند جھلکیاں ذیل میں ملاحظہ ہوں:۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ۔ (المؤمن - ۲۱)

اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ زمین میں ان سے زیادہ طاقت ور اور باآثر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا اور ان کو اللہ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔ (یوسف - ۱۰۹)

پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں؟

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

کہو، زمین میں ذرا چل پھر کر دیکھو مجرموں

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ (النمل - ۶۹)

کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ
(الاعراف - ۱۰۳)

پس دیکھو ان مفسدوں کا کیا انجام ہُوا۔

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۔
(یونس - ۷۳)

اور ان سب لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس دیکھ لو کہ جن کو متنبہ کیا گیا تھا اُن کا کیا انجام ہُوا۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۔
(القصص - ۳۹ - ۴۰)

اُس نے (یعنی فرعون نے) اور اس کے لشکروں نے زمین میں بغیر کسی حق کے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور سمجھے کہ انہیں کبھی ہماری طرف پلٹنا نہیں ہے۔ آخر کار ہم نے اسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑا اور اُنہیں سمندر میں پھینک دیا۔ اب دیکھ لو ظالموں کا کیسا انجام ہُوا۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔
(التوبہ - ۷۰)

کیا ان لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی تاریخ نہیں پہنچی؟ نوح کی قوم۔ عاد۔ ثمود۔ اور ابراہیم کی قوم۔ اہلِ مدین اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا۔ اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ ہود ۵۹ - ۶۰

اور یہ تھے عاد۔ اپنے رب کی آیات سے انہوں نے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی کرتے رہے۔ آخر کار دنیا میں بھی اُن پر پھٹکار پڑی

اور قیامت کے روز بھی۔

فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ۔ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ۔

(الحج۔ ۴۵-۴۶)

پس کتنی ہی خطاکار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہوئی ہیں۔ کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ۔ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا۔

(الفرقان۔ ۴۰)

اور اُس بستی پر تو ان کا گزر ہو چکا ہے جس پر بدترین بارش برسائی گئی تھی۔ کیا انہوں نے اُس کا حال دیکھا نہ ہوگا؟ مگر یہ تو موت کے بعد دوسری زندگی کی توقع ہی نہیں رکھتے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

(الفجر۔ ۶-۱۴)

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے کیا کیا ستونوں والے عادِ ارم کے ساتھ جس کے مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی تھی، اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں، اور فرعون میخوں والے کے ساتھ جنہوں نے ملکوں میں سرکشی کی روش اختیار کی اور فساد کی انتہا کر دی۔ پس تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ بے شک

نیز ارب گھات میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قوموں پر دنیاوی عذاب کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ اُن کی وضاحت کرتے ہیں۔

قوم نوحؑ :۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آسائشوں سے نوازا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بدبخت قوم شرک جیسی عظیم گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ پھر اس قوم کے اندر شرک کے باعث دوسری بے شمار اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی گمراہیوں نے جنم لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی فہمائش کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ آپ ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔ اُن کی ایک ہی پکار تھی کہ

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (الاعراف - ۵۹)	اے میری قوم خدا کی بندگی اختیار کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تمہارے معاملے میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اس کے جواب میں قوم کے سرمایہ دار اور خوشحال لوگوں نے اُن کا تمسخر اُڑایا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو گمراہ کن نظریات سے تعبیر کیا اور الزام لگایا کہ وہ اِن نظریات کے ذریعے اپنی قوم پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے یہ اعتراضات نقل فرمائے ہیں:۔

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (الاعراف - ۶۰)	ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ۔ (المومنون - ۲۴)	یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔

اور یوں قوم کے سرمایہ داروں اور سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصلاح کی کوششوں کی بسعد مخالفت کی اور وہ سرکشی اور بغاوت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو سنگسار کر

دینے کی دھمکی دی۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۔ (الشعراء - ۱۱۶)

انہوں نے کہا اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا۔

اور ان ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہماری گمراہیوں اور بداعمالیوں کی پاداش میں جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو وہ لے آؤ۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ (ہود - ۳۲)

اُن لوگوں نے کہا کہ اے نوح تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا۔ اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔

آخر اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو دی ہوئی مہلت ختم کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام صدیوں اس قوم کو اللہ کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرتے رہے اور ہدایت الٰہی کے مطابق ان کے نظریات کی تطہیر کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن جب یہ لوگ اپنے خانہ ساز اور گمراہ نظریات اور شرک پہ مبنی اعمال پر زیادہ متشدد ہو گئے اور ان کی اصلاح اور نصیحت پذیری کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو اللہ کے عذاب نے انہیں آلیا اور ایسی ایسی جگہوں سے عذاب الٰہی کے چشمے پھوٹ پڑے جہاں سے اس کے آنے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے ایک ایسا ہولناک سیلاب ان پر چھا گیا کہ اس خطہ زمین پہ کوئی مجرم اپنی جان نہ بچا سکا۔ خود حضرت نوح علیہ السلام کے سرکش اور نافرمان اور گمراہ بیٹے نے بھاگ کر پہاڑوں پہ پناہ لینے کی کوشش کی، مگر خدا کے عذاب کی موجوں نے اُسے پہاڑ کی بلندی پر بھی جا کر گھیر لیا۔ پھر حضرت نوح کی نگاہوں کے سامنے طوفان نے اسے نگل لیا اور ایک برگزیدہ رسول بھی اپنے بدکردار بیٹے کو اس کی بدعملی کی پاداش سے نہ بچا سکا۔

قوم سبا:۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے کئی سو برس پہلے، قوم سبا اپنے زمانے کی انتہائی ترقی یافتہ قوم تھی۔ اہل سبا نے دریاؤں پہ بند باندھ کر نہروں کا جال بچھا دیا تھا۔ دنیا کی دوسری اقوام کے ساتھ تجارتی روابط استوار کیے تھے۔ لیکن مادی ترقی کے عروج کے ساتھ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے

سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار کر لیا۔ انہوں نے مادی ترقی کو ہی زندگی کا منتہائے نظر اور مقصود سمجھ لیا اور ہدایت الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ وہ آخرت کی زندگی اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جوابدہی کے منکر ہو گئے اور انہوں نے اُس نظامِ زندگی کو رد کر دیا جس کی بنیاد وحی الٰہی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہی دریا جن کا راستہ روک کر انہوں نے بڑے بڑے بند تعمیر کیے تھے، اور ان سے اپنی سرزمین کو لہلہاتے کھیتوں اور باغات میں تبدیل کیا تھا، اُن کے لیے عذاب کا باعث بن گئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۔ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۔ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۔ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۔ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۔

(سبا ۔ ۱۵ ۔ ۱۷)

سبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں۔ کھاؤ اپنے رب کا رزق اور شکر بجا لاؤ اس کا۔ ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشش فرمانے والا۔ مگر وہ منہ موڑ گئے۔ آخر کار ہم نے اُن پر بند توڑ سیلاب بھیج دیا اور اُن کے پچھلے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ انہیں دیے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں۔ یہ تھا اُن کے کفر کا بدلہ جو ہم نے اُن کو دیا اور ناشکرے انسان کے سوا کیا ایسا بدلہ ہم کسی کو دیتے ہیں؟

اس طرح قومِ سبا کی داستان بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا سامان بن گئی۔ سبا کے محلوں میں رہنے والے شہزادے بے سروسامانی کی حالت میں ریگستانوں میں حیران اور سرگرداں پھر رہے تھے۔ صدیوں تک اس المیے کو شعراء اپنی نظموں کا موضوع بناتے رہے۔ چنانچہ اعشیٰ نے جس کا شمار عربی شعراء کے طبقۂ اول میں ہوتا ہے سبا کی تباہی کو بڑے دردناک الفاظ میں بیان کیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۔ (سبا - ۱۹)

آخرکار ہم نے انہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انہیں بالکل تتر بتر کر ڈالا۔

قوم عاد:۔

قوم نوح کے بعد عاد اپنے زمانے کی طاقتور اور متمدن قوم تصور کی جاتی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ ۔ (الاعراف - ۶۸)

یاد کرو (اللہ کے فضل و انعام کو) کہ نوح کی قوم کے بعد اس نے تم کو خلیفہ بنایا۔

عہد حاضر کی اصطلاح کے مطابق اُن کا معیار زندگی بہت بلند تھا۔ اور اس معیار زندگی کے جاہ و جلال کا اظہار وہ بلا ضرورت بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر سے کیا کرتے تھے جسمانی لحاظ سے بھی عاد ایک طاقتور قوم تھی۔ قرآن کریم میں قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۔ (الاعراف - ۶۸)

اور تمہیں جسمانی ساخت میں خوب تنومند کیا۔

مگر اس بلند معیار زندگی اور جسمانی قوت کی وجہ سے وہ گھمنڈ اور تکبر کا شکار ہو گئے آخرت کی جوابدہی سے غافل ہو گئے اور گوناگوں اعتقادی اور عملی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے اعتقادات میں شرک نفوذ کر گیا اور اس مکروہ بیماری نے اور بہت سی معاشرتی اور سیاسی عوارض کو جنم دیا۔ انہیں اپنے بلند معیار زندگی کی نمود و نمائش کا اس درجہ شوق تھا کہ انہوں نے اپنی سرزمین پہ کوئی ایسا بلند ٹیلہ نہ چھوڑا، جس پر انہوں نے محض اظہار فخر کے طور پہ ایک عالیشان عمارت تعمیر نہ کر دی ہو۔ قرآن کریم میں اُن کے اس شوق فضول کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۔ (الشعراء - ۱۲۸ - ۱۲۹)

یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پہ لاحاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو۔ اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

دوسری طرف ان کی اخلاقی پستی اور اعتقادی گمراہی کی یہ حالت تھی کہ کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جو اُن کا معبود نہ تھا اور کوئی قبر ایسی نہ تھی جس سے یہ لوگ مرادیں نہ مانگتے تھے۔ دنیا کی تمام اخلاقی برائیاں ان میں بدرجہ اَتَم موجود تھیں۔ قوم کے کمزور اور نچلے طبقے حکمرانوں اور رؤسا کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ کمزوروں اور غریبوں کے لیے اُن

کے دل انصاف سے خالی تھے - قرآن کریم کے بیان کے مطابق اُن کی پڑوسی قومیں بھی اُن کے جبر و تشدد اور ظلم و استحصال سے محفوظ نہ تھیں ؎

اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ (الشعراء - ۱۳۰) — اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بن کر ڈالتے ہو۔

جب زمین قومِ عاد کے گناہوں کے بوجھ سے بھر گئی اور مخلوق خدا ان کے ظلم و تشدد سے تنگ آگئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی فہمائش کے لیے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان میں مبعوث کیا۔ اس قوم نے اللہ کے رسول کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ہر بگڑی ہوئی قوم اپنے مصلحین کے ساتھ کرتی ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:-

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ - (الشعراء ۱۳۱) — تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

لیکن حق و صداقت کی اس پکار کا جواب قوم عاد نے یہ دیا کہ:-

سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ - اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ - وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ - (الشعراء ۱۳۶ - ۱۳۸) — تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے سب یکساں ہے۔ یہ باتیں تو یونہی ہوتی چلی آئی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔

آخرکار جب اُن کی سرکشی تمام حدود پھاند گئی، انہوں نے ہدایت الٰہی کو تضحیک و استہزاء کا مسلسل نشانہ بنا لیا اور حضرت ہود بے بس ہو گئے تو اللہ کے عذاب نے اُن کو آلیا۔ پہلے تین چار سال اُن پر قحط سالی کے وارد ہوئے۔ پھر طوفان کے آثار نمودار ہوئے جسے یہ لوگ بارش کے آثار سمجھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن حقیقت میں یہ وہ طوفان تھا جو اللہ کا عذاب اور قہر بن کر قوموں پر آیا کرتا ہے۔ یہ طوفان کلیجہ جھلسا دینے والی ایک تیز و تند باد صرصر کی صورت میں نمودار ہوا، یہ باد صرصر ان کی بستیوں پر بلا انقطاع آٹھ دن اور سات راتوں تک چلتی رہی۔ اس زہریلی ہوا نے اس خطے کی تمام روئیدگی کو جلا کر راکھ کر دیا اور اس ظالم قوم کے تمام افراد اور ان کی تمام بستیوں کو پیوند خاک کر دیا۔ یہ باد سموم جب ختم ہوئی تو چار سُو تباہی و بربادی کے ہولناک مناظر ہویدا تھے اور ہر طرف ان ظالموں کی لاشیں کھجور کے سوکھے تنوں کی طرح بکھری پڑی تھیں۔ قرآن کریم میں قوم عاد کی اس تباہی کا ذکر نہایت عبرت انگیز انداز میں کیا گیا ہے:-

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ۔ فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۔ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۔ (الاحقاف ۲۴-۲۵)

اُن لوگوں نے جب اس بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔ نہیں نہیں بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔ ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تہس نہس کر دے گی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے گھروں کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۔ (حم السجدہ ۱۶)

ہم نے اُن پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منحوس تھے تاکہ ہم انہیں دنیوی حیات میں رسوائی کے عذاب کا مزا چکھائیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسواکن ہے اور اُن کو کوئی مدد نہ پہنچے گی۔

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۔ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ (الذاریات ۴۱-۴۲)

اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی، جس چیز پر وہ گزرتی تھی اُس کو بوسیدہ کر کے رکھ دیتی تھی۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (الحاقۃ ۶-۷)

رہے عاد تو وہ ایک تند و تیز ہوا سے ہلاک کیے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط رکھا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۔ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۔ (القمر ۱۹-۲۰)

ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک مستقل نحوست کے دن میں اور وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ اکھاڑ پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

چنانچہ وادئ احقاف میں آج تک نحوست برس رہی ہے۔ (باقی)